تفہیم القرآن

الفاتحہ

یہ نبوت محمدی کے بالکل ابتدائی زمانہ کی سورت ہے۔ بلکہ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلی مکمل سورت جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، وہ یہی ہے۔ اس سے پہلے صرف متفرق آیات نازل ہوئی تھیں جو سورۂ علق، سورۂ مزمل اور سورۂ مدثر وغیرہ میں شامل ہیں۔

اس کا مشہور نام "فاتحہ" ہے، یعنی قرآن کی افتتاحی سورت، یا اس کا دیباچہ۔ اس کے دوسرے نام بھی ہیں، مثلاً اُمّ القرآن، اساس القرآن، وغیرہ۔ درحقیقت اس میں قرآن کی پوری تعلیم کا لبِ لباب اور اس کی روح کا نچوڑ آگیا ہے۔ اس کتاب کے لیے اس سے بہتر کسی دیباچہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

اس کا انداز دعائیہ ہے۔ اللہ اپنے پیغمبر کو، اور پیغمبر کے واسطے سے دوسرے انسانوں کو سکھا رہا ہے کہ تم میرے حضور یہ دعا کرو۔ اس پیرایہ میں اللہ نے ضمناً یہ تعلیم بھی دیدی کہ انسان کا عقیدہ کیا ہونا چاہیے، اُس کے لیے صحیح طرزِ عمل کیا ہے، اور اس کے لیے وہ سب سے زیادہ قیمتی چیز کونسی ہے جس کی درخواست اُسے اللہ سے کرنی چاہیے۔

اللہ کے نام سے جو رحمان[1] و رحیم[2] ہے

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے[3] جو تمام کائنات کا رب[4] ہے ، رحمان اور رحیم ہے ، روز جزا کا مالک[5] ہے۔

---

[1] رحمان = وہ جس کی رحمت ہمہ گیر و عالمگیر ہے۔

[2] رحیم = وہ جس کی مستقل صفت ہی رحم کرنے کی ہے۔

[3] قرآن میں یہ فقرہ محض اللہ کی ثنا و صفت بیان کرنے کی غرض ہی سے ارشاد نہیں ہوا ہے ، بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس میں ایک بڑی حقیقت پر سے پردہ بھی اٹھایا گیا ہے ، اور وہ حقیقت ایسی ہے جس کی پہلی ہی ضرب سے مخلوق پرستی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ دنیا میں جہاں جس چیز میں جس شکل میں کوئی حسن ، کوئی خوبی ، کوئی کمال ہے ، اس کا سرچشمہ اللہ ہی کی ذات ہے۔ کسی انسان ، کسی فرشتے ، کسی دیوتا ، کسی سیارے ، غرض کسی مخلوق کا کمال بھی ذاتی نہیں ہے بلکہ اللہ کا عطیہ ہے۔ پس اگر کوئی اس کا مستحق ہے کہ ہم اس کے گرویدہ اور پرستار ، احسانمند اور شکر گذار ، نیازمند اور خدمتگار بنیں تو وہ خالق کمال ہے نہ کہ صاحب کمال۔

[4] رب = مالک ، آقا ، مربی ، پرورش کرنے والا ، خبر گیری کرنے والا۔

[5] دنیا کی اس زندگی میں جو پردہ انسان کی آنکھوں پر پڑا ہوا ہے اس کی وجہ سے انسان کو بہتوں کے متعلق یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید اس کی قسمت کا فیصلہ ، اس کے بھلے اور برے کا اختیار انہی کے ہاتھ میں ہے۔ مگر روز جزا میں جبکہ انسان اپنے پورے کارنامۂ زندگی کا حساب دینے کے لیے خدا کے سامنے حاضر ہوگا ، یہ حقیقت اس کے سامنے بے نقاب ہو جائے گی کہ تمام اختیار کا مالک اللہ ہے ، اس کی قسمت کا فیصلہ کسی کے ہاتھ میں نہیں صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ قرآن چاہتا ہے کہ انسان دنیا کے مظاہر سے دھوکا نہ کھائے ، جو حقیقت مرنے کے بعد چشم سر سے دیکھے گا ، اسے اس زندگی ہی میں چشم دل سے دیکھ لے اور یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھے کہ اصل قابل لحاظ وہ نہیں ہیں جو دنیا میں بظاہر مالک محسوس ہوتے ہیں بلکہ وہ ہے جو آخری فیصلہ کے دن سیاہ و سپید کا بے شریک مالک ثابت ہوگا۔